خیر الخلاص
فی تفسیر سورۂ اخلاص



مُصحف سید ناعثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

مصنف

فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، العالی

باہتمام

ابوالرضا محمد طارق قادری عطاری

ناشر

مکتبۂ اِمامِ غزالی

نام کتاب : خیر الخلاص فی تفسیر سورۂ اخلاص

مصنف : فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین
حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

با اهتمام : ابوالرضا محمد طارق قادری عطاری

ناشر : مکتبہ امام غزالی (کراچی)

اشاعت : ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ، فروری ۲۰۰۱ء

صفحات: ۴۰

قیمت: ۲۴ روپے

کمپوزنگ وٹائیٹل ڈیزائننگ

الریحان گرافکس (0303-6206641)

فہرستِ مضامین

عرضِ ناشر

حضرت علامہ مولانا، مفتی، حافظ، مفسر، مناظر الحاج محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی کے نام سے کون واقف نہیں۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب سرکارِ مدینہ ﷺ کے صدقہ میں کم وبیش تین ہزار کتب و رسائل کے مصنف ہیں۔ اور مزید یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کا سایہ سلامت رکھے اور عمر دراز فرمائے۔ آمین

زیرِ نظر کتاب میں سورۂ اخلاص کی تفسیر و تشریح بڑے اچھے انداز میں پیش کی گئی ہے، جسکو ایک عام پڑھا لکھا شخص بھی باسانی سمجھ سکتا ہے۔ اور اس کے ساتھ سورۂ اخلاص کے فضائل بھی تحریر کئے ہیں۔

ہر مسلمان کو چاہئے کہ قرآن پاک کو ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ پڑھ اور سمجھ کر اپنی زندگی کو اس کے مطابق گزارے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو صحیح قرآن پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

فقط والسلام:

ابو الرضا محمد طارق قادری عطاری

ابتدائیہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ وحدہٗ والصلوۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وعلمائے ملۃ واولیاء امتہ اجمعین۔

امابعد! فقیر اویسی غفرلہٗ نے تفسیر ''روح البیان'' کے ترجمہ ''فیوض الرحمٰن'' سے فراغت کے بعد تفسیرِ اویسی ''انوار الرحمٰن فی آیات القرآن'' کا آغاز کردیا، بحمدہٖ تعالیٰ اس کا مواد بھی تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان سے ضخیم ہو گیا، پھر اس کی طباعت چونکہ میرے بس سے باہر ہے اسی لئے اسے مختلف عنوانات سے مختلف رسائل میں دینا شروع کر دیا سورۃ الاخلاص کی تفسیر ''خیر الخلاص'' کے نام سے ماہنامہ ''سلطان العارفین'' گکھڑ منڈی (ضلع گجرانوالہ) سے قسط وار شائع ہوئی، اسے کتابی صورت میں کر کے مزید اضافہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فقیر اور ناشر کے لئے زادِ راہِ آخرت اور قارئین کے لئے مشعلِ راہِ ہدایت بنائے۔

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

مکیّہ یا مدنیہ

عبداللہ اور حسن اور عکرمہ اور عطاء اور مجاہد وقتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ مدنیہ ہے۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اور محمد بن کعب اور ابو العالیہ اور ضحاک فرماتے ہیں کہ یہ مکیّہ ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں قولوں پر دو متعارض حدیثیں نقل بھی فرمائی ہیں ان کی مطابقت یوں دی جاسکتی ہے کہ یہ سورۃ دوبار نازل ہوئی ہے۔ لیکن راجح بات یہ ہے کہ یہ سورۃ مدنیہ ہے اس کے مزید قواعد فقیر کے مقدمۃ القرآن میں دیکھیں۔

ربط:

سورۃ ''تبت یدا'' کے فواصل خصوصاً مقطع یعنی ''فی جیدھا حبل من مسد'' کے ہم وزن ہونے کی وجہ سے یہاں بیان ہوئی۔ بعض کہتے ہیں اس کا تعلق ''قل یاایھا الکافرون'' سے ہے کہ جس طرح اس میں نفی واثبات ہے اسی طرح اُس میں اثبات ونفی ہے اسی لئے ان دونوں کو بہت سی نمازوں میں ملا کر پڑھا گیا مثلاً فجر کی دوسنتیں، طواف کا دوگانہ، ضحیٰ مغرب کی سنتیں، مسافر کی نمازِ فرض فجر، جمعہ کی رات مغرب کے فرض وغیرہ وغیرہ۔ باقی ان دونوں کے مابین دوسورتیں کیوں آئیں اس کی نفیس توجیہ فقیر کے رسالہ ''احسن الصور فی روابط الآیات والسور'' میں دیکھیں۔

آیاتھا ۴ (۱۱۲) سورۃ الاخلاص مکّیہ (۲۲) رکوعھا ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل ھو اللہ احد ۝ اللہ الصمد ۝ لم یلد ۝ ولم یولد ۝
ولم یکن لہٗ کفواً احد ۝

ترجمہ: ''اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا''۔

''تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی''۔

تفسیرِ عالمانہ

صاحبِ روح البیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سورۃ الاخلاص مکیہ ہے یا مدنیہ اس کی تحقیق آتی ہے۔

قل ھو اللہ احد (تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے) ضمیر شان کی ہے جیسے ھو زید منطق۔ اس کا مرفوع ہونا مبتدا ہونے کی وجہ سے ہے، اس کی خبر جملہ خبریہ ہے اس میں عائد کی ضرورت نہیں کیونکہ وہی جملہ عین ضمیر شان کا ہے کیونکہ معنیٰ ہے اللہ احد، اس کی شان یہ ہے یا وہ یہ کہ بیشک اللہ ایک ہے۔

فائدہ: اسے اول لانے میں تنبیہ ہے مضمون کی فخامت کی وجہ سے، علاوہ ازیں ابہام کے بعد تفسیر مزید تقریر ہے یا ضمیر اس کے لئے ہے جس سے سوال کیا گیا ہے یعنی جس کے متعلق تمہارا سوال ہے وہ اللہ ایک ہے۔

شانِ نزول:

مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ سے مشرکین پوچھتے کہ آپ کے رب کی وصف کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔ اخرجہ الامام احمد فی مسندہ والبخاری فی تاریخہ والترمذی والبغوی فی معجمہ وابنِ عاصم فی السنۃ والحاکم وصححہ وغیرھم عن اُبی بن کعب

(روح المعانی)

معالم التنزیل میں ہے کہ عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ ہمیں کس رب کی طرف بلاتے ہیں

اس کی علامت تو بیان فرمائیں کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا، لوہے کا ہے یا لکڑی کا۔
اس وقت یہ سورۃ نازل ہوئی، بعد ازاں اربد تو ایک کڑک سے مارا گیا اور عامر طاعون سے ہلاک ہوا۔

فائدہ: اس میں تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ کسب سے منزہ ہے اسی لئے اس سے والدین کی نفی فرمائی اور مولودیۃ اور کفاؤت کی، اس وقت ضمیر مبتدا اور اللہ اس کی خبر ہے احد اس سے بدل ہے خالص نکرہ کو معرفہ بدل بنانا جائز ہے جب اس سے کوئی فائدہ حاصل ہو جیسا کہ ابوعلی کا مذہب ہے اور وہی مختار ہے۔ اللہ علم ہے الٰہ حق پر ایسی دلالت کرتا ہے جو جمیع اسمائے حسنیٰ معانی کا جامع ہے۔

تفسیرِ صوفیانہ

حضرت قاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے (صوفیاء کرام کے) نزدیک ذاتِ الٰہیہ من حیث ھی ھی کا اسم ہے یعنی وہ ذاتِ مطلقہ جس پر اول میں مع جمیعہا یا بعضہا کوئی ایک صادق آئے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول قل ھو اللہ احد۔

اسمائے سورۂ ھذا

کثرۃ اسماء سے کثرتِ فضائل پر دلالت ہوتی ہے۔ چونکہ اس کے فضائل بے حد وعد ہیں بناء بریں اس کے اسماء بھی بہت ہیں، منجملہ ان کے درج ذیل ہیں (۱) **الاخلاص**: چونکہ اس میں خالص توحید کا بیان ہے اسی لئے اس نام سے موسوم ہوئی۔

(۲) **الاساس**: چونکہ تمام اصولِ اسلام اور دین کا بنیاد و توحید ہے اور اساس بمعنی بنیاد ہے۔ اسی لئے اس نام سے نامزد ہوئی۔

(۳) **المقشقشہ**: بمعنی بیمار کو تندرست کر دینا اور چونکہ اس کی بدولت کفر

وشرک سے برأت حاصل ہوتی ہے اسی وجہ سے اس کا یہی نام ہوا۔

(۴) قل ھو اللہ احد (۵) التوحید (۶) التفرید

(۷) التجرید (۸) النجاۃ (۹) الولایۃ

(۱۰) **المعرفۃ**: چونکہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا عرفان نصیب ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے نماز میں یہی سورت پڑھی تو حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا یہ ایسا بندہ ہے جس نے اپنے رب تعالیٰ کو پہچان لیا۔

(۱۱) **الجمال**: حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں، **ان اللہ جمیل ویحب الجمال**۔ ''اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال سے محبت رکھتا ہے''۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا جمال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، احد صمد لم یلد ولم یولد.

(۱۲) **النسبۃ**: حدیث شریف میں ہے، لکل شیء نسبۃ ونسبۃ اللہ قل ھوا للہ احد اللہ الصمد۔ یعنی ہر شے کی نسبت ہے اور اللہ تعالیٰ کی نسبت قل ھو اللہ احد الخ ہے۔

(۱۳) الصمد

(۱۴) **المعوذۃ**: حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن اُنیس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینہ پر رکھ کر کہا کہہ، میں نہ سمجھا کہ کیا کہوں۔ پھر فرمایا قل ھو اللہ احد، میں نے کہا، جب فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا، قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق۔ جب فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا، قل اعوذ برب الناس۔ جب میں فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا ایسے ہی پناہ طلب کیا کرو اور اس جیسی پناہ کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

(اخرجہ النسائی والبز از وابنِ مردویہ بسند صحیح) (روح المعانی)

(۱۵) **المانعة :** حدیث شریف میں ہے کہ جب حضور ﷺ معراج شریف پر تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے آپ کو سورۂ اخلاص عنایت فرمائی ہے اور یہ میرے عرش کے خزینوں کے ذخائر سے ہے اور یہ مانعہ ہے، قبر کی تکالیف اور دوزخ کی آگ سے بچاتی ہے۔(الظاهر عدم صحة هذا الخبر)

(۱۶) **المحضر:** کیونکہ جب یہ پڑھی جاتی ہے تو سننے کے لئے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

(۱۷) **المنفرة :** کیونکہ اسے جب پڑھا جاتا ہے تو شیاطین بھاگ جاتے ہیں۔

(۱۸) **البرأة :** حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص سوتے وقت دائیں جانب سوئے اور یہ سورت ۱۰۰ بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی برأت دوزخ سے لکھ دے گا۔(ترمذی)

(۱۹) **مذکرہ:** کیونکہ یہ سورت توحید یاد دلاتی ہے۔

(۲۰) **النور:** حدیث شریف میں ہے، ان لكل شيءٍ نورا ونور القرآن قل هوا لله احد ۔یعنی ہر شے کا نور ہوتا ہے اور قرآن کا نور قل هو الله احد ہے۔

(۲۱) **الایمان :** کیونکہ اس میں توحید ہے اور توحید کے بغیر ایمان ناقص ہے۔

اس کی باقی تحقیق فقیر کے رسالہ ''احسن السور فی اسماء السور'' میں دیکھئے۔

(قل) فرمائیے محبوب ﷺ

حل لغات: قُل قول سے مشتق ہے لغت میں کئی وجوہ سے مستعمل ہوتا ہے۔

(۱) منہ سے بولی ہوئی بات مفرد ہو جیسے زَید اور خرَجَ وغیرہ یا مرکب ہو جیسے هَل خرَجَ عَمرو وغیرہ۔

(۲) وہ بات جو ابھی دل میں متصور ہے بولنے تک نوبت نہیں پہنچی ، کما قال عزوجل ويقولون فی انفسهم .

(۳) اعتقاد جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں یقول فلاں ابی حنیفة

(۴) کسی شے پر دلالت کرنا، شاعر کہتا ہے امتلا الحوض وقال قطنی

(۵) کسی شے کا سچا ارادہ کرنا جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں یقول کذا

(۶) حد کے معنی میں صرف منطقیوں کی اصطلاح میں جیسے کہتے ہیں، قول الجوهر کذا وقول العرض کذا ای حدهما .

(۷) الہام۔ کما قال تعالیٰ شانهٗ قلنا یا نار کونی ای الهمنا الخ (مفردات)

تفسیرِ عالمانہ

هُوَ یہ ضمیر شان کی ہے جس کی تحقیق فقیر کی کتاب ''نعم الحامی شرح شرح جامی'' میں دیکھیں۔

اَللّٰهُ ۔ معبودِ حقیقی کا اسم علم ہے مزید تبصرہ ہم نے رسالہ '' ہدیة الطلبه فی الصیغ المشکله ''میں کر دیا ہے۔

اَحَدٌ ۔ احد دو قسم ہے (۱) نفی کے لئے اس کی بحث اپنے مقام پر آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ ۔(۲) وہ جو اثبات ہے تین قسم ہے (۱) عشرات کے ساتھ مل کر آئے جیسے کہا جاتا ہے احد عشر احد وعشرون احدو ثلاثون الخ (۲) مضاف یا مضاف الیہ ہو کر مستعمل ہو پہلے کی مثال اما احد کما فیسقی ربه خمراً ، اور دوسرے کی مثال جیسے کہا جاتا ہے یوم الاحد ویوم الاثنین۔

صوفیانہ تفسیر

حضرت ابن الشیخ نے اپنے حواشی میں لکھا کہ هوالله احد کے تین الفاظ ہیں، ہر ایک میں سائرین الی اللہ کے مقام کی طرف اشارہ ہے:

(۱) مقام اول مقربین کا مقام ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ماہیات الاشیاء اور ان کے حقائق کو من حیث حیث دیکھا اسی لئے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو موجود نہیں

مانا کیونکہ حق وہ ذات ہے جو واجب الوجود ہے اس کا ماسوا کا نام ممکن ہے اور ممکن وہ ہے کہ جب اسے من حیث من حیث ہو دیکھا جائے تو وہ معدوم ہو جائے اسی لئے ان حضرات نے ماسوی الحق کے کسی کو موجود دیکھا ہی نہیں اور کلمہ ھُوا گرچہ وہ اشارہ مطلقہ کے لئے ہے تعین المراد میں مفتقرہ (محتاج) ہے صرف سبقت ذکر باحد الوجوہ کی یا اس کے بعد کوئی شے آئے جو اس کی تفسیر کرے لیکن اس کا اشارہ حق کی طرف کرتے ہیں اس اشارہ میں اور کسی کی طرف محتاج نہیں ہوتے مگر کوئی ایسی شے موجود ہو تو اس کی مراد کو غیر سے ممتاز کردے کیونکہ ممیز کی محتاجی اس وقت ہے جب ابہام واقع ہو جائے بایں طور کہ متعدد ہو جائیں وہ اشیاء جن میں اشارہ کی صلاحیت ہو اور ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ مقربین اپنے عقول کی عیون سے سوائے واحد کے کسی اور شے کا مشاہدہ کرتے ہی نہیں۔ اسی لئے حصول العرفان التام کے لئے مقربین کو یہی ھُوَ کافی ہے۔

(۲) مقام اصحاب الیمین، وہ مقام اول سے مرتبہ میں کم ہے اس لئے کہ وہ حق کو موجود کا بھی مشاہدہ کرتے ہیں اور خلق کو بھی موجود پاتے ہیں اس معنی پر موجودات میں کثرت حاصل ہوئی اسی لئے ایسے لوگوں کے لئے اشارہ میں حق کی طرف لفظ ھُو کافی نہیں ہوتا بلکہ ان کے لئے کوئی اور شے ضرور ہو جو حق کو خلق سے متمیز کردے ایسے لوگ محتاج ہوتے ہیں کہ لفظ ھُو کے ساتھ اللہ مقترن ہو، ان کے لئے فرمایا ھو اللہ، اس لئے کہ لفظ اللہ اسم ہے موجود کے لئے جس کا ماسوا محتاج ہے اور وہ تمام ماسوا سے مستغنی ہے اسی لئے اس کی ذات کو لفظ اللہ سے متمیز کیا جاتا ہے۔

(۳) مقام اصحاب الشمال، یہ مقام تمام مقامات سے خسیس ترین ہے وہ قائل ہیں کہ واجب الوجود ایک نہیں بلکہ بکثرت ہیں ان کے لئے لفظ احد ملایا پہلے اسماء کے ساتھ ان کے رد وابطال کے لئے کہا قل ھو اللہ احد۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ صوفیہ کرام کا عقیدہ صحیح ہے وہ فرماتے ہیں اس کا ذکر صرف لفظ ھُوَ سے ہو اس لئے کہ ان کو وجود میں سوائے اللہ تعالیٰ کے غیر کا مشاہدہ ہی نہیں اللہ ان کے نزدیک اپنی ہُویّت مطلقہ ساریہ سے متعین ہے اس کے لئے تعیین (معین کرنا) کی ضرورت ہی نہیں اور ضمیر ھو صرف اسی کی طرف راجع ہے جیسے انا انزلناہ کی ضمیرۂ قرآن کی طرف راجع ہے اس کے تعین اور حضر فی الدین کی وجہ سے (تعیین کی ضرورت نہیں) اس سے طعن کرنے والوں کا اعتراض مندفع ہو گیا کہ ضمیر ھُوَ کا کوئی مرجع متعین نہیں تو پھر ان صوفیہ کرام کے نزدیک صرف ذکر اللہ کیسے مردود ہے (ہم نے پہلے عرض کر دیا ہے کہ ھُوَ کا مرجع خود متعین ہے اسے متعین کرنے کی ضرورت نہیں) علاوہ ازیں ضمائر بھی اسماء ہیں اور تمام اسماء ذکر ہیں ان کے مظہریت (اسم کا ظاہر ہونا) اور مضمریت (مضمر ہونا) میں کوئی فرق نہیں، اس تقریر سے ثابت ہوا کہ ھُوَ پر الف ولام کا دخول صوفیہ کرام کے نزدیک جائز ہے اور یہ صرف صوفیہ کی اصطلاح میں ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ اشارہ (ھُوَ) ہویّۃ کی طرف ہے اور اصطلاح (صوفیہ) میں کسی کو مناقشہ (جھگڑا) نہیں۔

ازالۂ وہم:

صوفیہ کی اصطلاحات علیحدہ ہیں وہ ہم ظاہر بینوں کو غلط فہمی میں ڈال دیتے ہیں بالخصوص آج کل کے جاہل دیوبندی وہابی اور ان کے دیگر ہمنوا فرقے ان اصطلاحات کی آڑ میں ہم اہلسنت کو کافر و مشرک بناتے پھرتے ہیں حالانکہ دیوبندی فرقہ کے اکابر کی تصریحات موجود ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی صوفی ہیں اور صوفیہ کرام کی اصطلاحات پر ایمان ہے یہاں تک کہ وحدۃ الوجود کی اصطلاح تک کو صحیح مانتے ہیں بلکہ اس اصطلاح کی حقانیت پر اکابر دیوبند کی تصنیفات بھی ہیں لیکن ان کے جاہلوں کو کون سمجھائے۔

صوفیہ کا قُل:

قُل عین الجمع سے امر ہے وارد ہے مظہر التفصیل پر۔ اس میں اشارہ ہے شهد الله انه لا اله الا هو الملائكة و اولو االعلم کے سرّ کی طرف۔ گویا وہ کہتا ہے میں نے گواہی دی وحدۃ الہویۃ کی مقام الجمع میں تو تم بھی گواہی دو اسی وحدۃ مقام الفرق میں تا کہ احدیۃ واللا احدیۃ کا راز ظاہر ہو اور ان کے مابین جمعاً وتفصیلاً کا تطابق حاصل ہو۔ (روح البیان)

اللّٰہُ الصَّمَد (اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے) صمد ،فعل بمعنی مفعول ہے جیسے قبض بمعنی مقبوض صمد الیہ از باب نصر سے ہے بمعنی قصدہ (اس نے ارادہ کیا) الصمد بمعنی السید المصور الیه فی الحوائج الخ (وہ آقا جس کی طرف حوائج کے وقت قصد کیا جائے) اور وہ خود بذاتہ مستغنی ہو اور ماسوا تمام جملہ جہات سے اس کے محتاج ہوں اسی لئے کہا جا سکتا ہے کہ عالمِ وجود میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور صمد نہیں، یہ ایسے ہے جیسے ہم مثال میں کہہ سکتے ہیں کہ زید الامیر، یہ قصر الجنس علیٰ زید کا فائدہ دیتا ہے جب وہ ایسا صمد ہے تو جس سے
صمدیت کی نفی ہوگی تو لازماً صرف وہی ذات الوہیت کی مستحق ہوگی۔ اس کا معرفہ ہونا اس لئے کہ وہ اس کی صمدیت کو جانتے ہیں بخلاف اس کی احدیت کے (کہ اس کو بہت کم جانتے ہیں) اور اسمِ جلیل (اللہ) کا تکرار میں اشعار ہے کہ وہ جو موصوف ہے اس صفت سے تو وہ استحقاق الوہیت سے علیحدہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جس کا ابھی اشارہ گزرا ہے۔

فائدہ: صمدیت کا اثبات اللہ تعالیٰ کے لئے اس اعتبار سے ہے کہ ہم وجود وکمالات میں اس کی طرف منسوب ہیں اور وہ کمالات وجود کے تابع ہیں ورنہ وہ اپنی ذاتی احدیۃ کے اعتبار سے اس صفت سے مستغنی ہے۔ خلاصہ یہ کہ صمدیۃ اللہ تعالیٰ میں اعتبار

کثرۃ اسماء وصفات کی مقتضی ہے (بخلاف احدتہ کے کہ وہ کثرتِ اسماء وصفات کی مقتضی ہے) (بخلاف احدیۃ کے کہ وہ کثرتِ اسماء وصفات کی مقتضی نہیں)

مظہرِ صمد:

وہ ہے جو اس صمدیۃ کا مظہر ہے جس کی طرف قصد کیا جاتا ہے دفع بلیات اور امداد الخیرات کے لئے اور اسے دفعِ عذاب اور اعطائے ثواب کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں شفیع بنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ جو ربوبیت کی نظرِ کرم عالم کی طرف فرماتا ہے تو اس کا مطمحِ نظر وہی عبدالصمد ہوتا ہے۔

چنانچہ صاحبِ روح البیان لکھتے ہیں، عبد الصمد (ولی الله) مر مظهر الصمد الذی یصمد الیه ای یقصد لدفع البلیات و ایصال امداد الخیرات ویستشفع بهالی الدفع العذاب واعطا ء الثواب . (ج۱۰،ص ۵۳۸) یعنی اللہ تعالیٰ کا ولی جو صفتِ صمد کا مظہر ہے اس کی طرف بلیات کے دفعیہ اور خیرات کے حصول کی امداد کی قصد کی جاتی ہے اور اس سے دفع عذاب اور اعطائے ثواب کی سفارش کرائی جاتی ہے۔

فائدہ : اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کے مظہر ہوتے ہیں۔ ان سے جو کچھ صادر ہوتا ہے وہ دراصل اللہ تعالیٰ کا فضل ولطف ہے، جو ان کے ذریعے صادر ہو رہا ہے۔ اسی بناء پر ان سے مدد (وسیلہ) مانگنا کون سا جرم ہے جو آج کل بعض لوگ خواہ مخواہ شرک کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ (اس پر فقیر اویسی غفرلہ کی تصنیف ہے،''کیا سنّی مسلمان مشرک ہیں؟)

فَائدہ: اس آیت میں صاف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے فرمایا کہ اے گروہِ انبیاء تمہیں نبوت ملے اور پھر مخلوق تمہارے در پر ہو اگر عین اسی وقت میرے محبوب مدنی ﷺ تشریف لائیں تو تم پر فرض ہوگا کہ تم ان کے تابعدار بن جانا۔ اس

میں بڑی شد و مد اور تاکیدِ اکید کے ساتھ عہد و پیمان لیا گیا اور پھر آخر میں یہ فیصلہ کیا کہ اس عہد کی خلاف ورزی پر سخت سزا ہے۔ آیت کے مضمون سے واضح ہو گیا کہ توحید بیکار ہے جب تک شہنشاہِ عالم ﷺ سے تعلق نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان مارا گیا حالانکہ بڑا عابد و زاہد بھی تھا اور موحّد تو ایسا کہ اس کی نظیر ناپید ہے۔ اور اب بھی وہی بات ہے، کوئی شخص زندگی بھر توحید توحید پکارتا پھرے اور پھر اسے نورِ نبوت سے دوری ہو تو اس کی توحید اس کے منہ پر ماری جائے گی۔ اور قبر تک کے سوالات میں یہ قاعدہ جاری رکھا گیا کہ پہلے سوال '' من ربک '' میں نری توحید ہے، لیکن '' ربی الله '' کہنے سے رہائی نہیں ہوئی اور نہ ہی

'' دینی الا سلام '' سے نجات ہوئی بلکہ جب شانِ رسالت ﷺ کا اقرار کیا تو کامیاب ہو گیا۔ اب توحید کام نہ آئی جب تک توحید کا دامن نہ تھاما۔

سوال: اہلِ اسلام کا وہ کون سا فرقہ ہے جو توحید کے ساتھ رسالت کا اقراری نہیں۔ پھر تمہارا دعویٰ کہ تمام فرقے اگرچہ کلمہ گو ہیں جہنمی ہیں اور صرف اہلِ سنت ناجی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: صرف کسی کے نام کا اقرار کر لینا اور اس کی حقیقت یا صفت کا مفہوم تبدیل کر لینا نہ ماننے کے مترادف ہے۔ دیکھئے زید سفید رنگ اور نہایت حسین و جمیل ہے اور کوئی دوسرا اس کے متعلق کہے کہ وہ سیاہ فام اور موٹے ہونٹ اور لمبی ناک اور ٹیڑھی کمر والا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب بتائیے کہ اس نے زید کو مانا تو ہے لیکن اس کا نہ ماننا اس کے ماننے سے اچھا تھا۔ یہی بات شانِ رسالت ﷺ میں ہے، کوئی کہتا ہے کہ نبی ایک ڈاکیہ تھا کوئی کہتا ہے کہ نبی ایک لیڈر تھا کوئی کہتا ہے کہ نبی گاؤں کے چودھری کی طرح ہے اور اس کی قدر صرف بڑے بھائی جیسی ہونی چاہئے کوئی کہتا ہے کہ نبی کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اور اس کیعلم سے شیطان کا علم وسیع ہے اور نبی کے تصور سے نما

ز ٹوٹ جاتی ہے اور نبی کا علم صبی، بہائم، مجنون جیسا ہے کوئی کہتا ہے کہ نبی کے بعد نبی آ سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب بتائیے یہ باتیں نبوت کے ماننے کی ہیں یا الٹا نبوت سے ٹھٹھا مخول کرنا ہے۔ زمانۂ حال کے مذاہب کو چھوڑیئے بھلا زمانۂ قدیم کے کلمہگو لوگوں نے کون سا جرم کیا کہ آج تمام موجودہ فرقے ان کی تکفیر پر متفق ہیں۔ کیا قدریہ اور جبریہ کلمہ کے قائل نہیں تھے، لیکن قضا و قدر کے انکار سے کافر ٹھہرے۔ اسی طرح مجسمہ اور مشبّہ اور معطلہ وغیرہم کیوں کافر ہیں حالانکہ وہ بھی توحید و رسالت کے قول کا دم بھرتے تھے اور معتزلہ تو ایسے موحّد تھے کہ آج کل کے فرقے ان کی توحید و عبادت گذاری میں ایک بال برابر بھی برابر نہیں اتر سکتے لیکن وہ صفات باری تعالیٰ کو صرف حدوث کا درجہ دینے سے مارے گئے۔ ثابت ہوا کہ جب تک توحید و رسالت کا صحیح مفہوم دل میں منقوش نہ ہو گا نجات نصیب نہیں ہوگی اور اس کا صحیح مفہوم اہلِ سنت و جماعت کے سوا کسی اور فرقہ کے پاس نہیں جو ان شاء اللہ تعالیٰ کسی دوسرے مقام پر بیان ہوگا۔

فائدہ: هُوَ اللهُ اَحَدٌ، وہ اللہ ہے ایک ہے اگر هُوَ کا مرجع لفظ اللہ ہو جو کہ سوال میں وارد ہوا کہ انہوں نے کہا '' وما صفته ربک هل هو من نحاس او من ذهب او زبر جد او کیف هو ''۔ تو یہ ضمیر مبتداء اور اللہ اس کی خبر ہوگی اور اگر ضمیر شان کی ہو تو پھر جملہ مابعد اس کی تفسیر واقع ہوگی اور اللہ اس ذات کا علم ہے جو واجب الوجود اور جمیع محامد کا مستحق ہے اس میں لازم آ گیا کہ جمیع کمالات ثابت ہو جائیں جیسے قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات اور احدٌ کہنے سے صفات سلبیہ بھی ثابت ہوئے یعنی قدم اور بقاء اور غناء مطلق اور تنزہ عن الشبیہ والنظیر والمثیل فی الذات والصفات والافعال صرف ان دو لفظوں میں عقائد توحید ثابت ہو گئے۔ (صاوی)

الصمد کی مزید تحقیق :

لفظ الصمد : از صمد بمعنی کسی معتمد علیہ کی طرف قصد کرنا اور الصمد بمعنی الذی یقصد الیہ بعض کہتے ہیں صمد وہ شے جو کھوکھلی نہ ہو، اسی لئے پتھر کو عربی میں صمد کہتے ہیں اور باری تعالیٰ پر اس لئے اطلاق کیا گیا کہ کفار کے بت اس صفت سے خالی نہیں تھے اور حضرت عیسیٰ اور بی بی مریم علیہما السلام سے صفتِ معبودیت مٹانے میں بھی اسی جوف کے وجود کو علت بنایا گیا ہے۔ کما قال عزوجل کانا یاکلون الطعام، اور بمعنی مخلوق کے فنا ہونے کے بعد دائم و باقی رہنے والا اور بمعنی وہ رفیع کہ اس کے فوق اور کوئی رفیع نہ ہو

(مفردات، صراح، قاموس، صاوی) اس کے علاوہ بہت معنی صاحب روح المعانی نے درج کئے۔

لم یلد ولم یولد: از ولادۃ باب ضرب (قاعدہ) ہر کان والی مادہ بچے جنے گی اور اس کے برعکس انڈے۔ کما قیل" کل اذون ولو د وکل صموخ بیوض" اس موضوع پر جاحظ نے مستقل کتاب تصنیف کی ہے (المصباح المنیر)

ولم یکن: از افعال ناقصہ اور اس کے کئی استعمالات ہیں جو فقیر نے "التوضیح الکامل شرح شرح ماتہ عامل" میں تحریر کئے۔

کفواً : بمعنے مساوی خواہ رتبہ میں ہو یا قدر میں اور کفو شبیہ اور نظیر اور مثیل ہر ایک کو شامل ہے۔ کیونکہ مثیل وہ ہے جو کسی کا جمیع صفات میں شریک ہو۔ اور شبیہ وہ ہے جو کسی دوسرے کا اکثر صفات میں شریک ہو اور نظیر وہ ہے جو کسی دوسرے بعض کے صفات اور وہ بھی قلیل میں شریک ہو اور کفو کا لفظ ان ہر سہ پر بولا جا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ان ہر سہ اقسام کے شریکوں سے منزہ و مبرا ہے۔ (مفردات و صاوی)

توحیدِ خدا بوسیلۂ مصطفیٰ ﷺ

اس سورۃ میں توحید کا مضمون ہے، لیکن اس کا آغاز قُل سے اور یہی قرأۃِ متواترہ ہے۔ اسی لئے جس قرأت میں قُل نہیں وہ قرأۃِ شاذہ ہے (صاوی) اس میں ایک باریک نکتہ ہے وہ یہ کہ جس توحید میں سرکارِ کونین ﷺ کا واسطہ نہ ہوگا وہ توحید بیکار ہے۔

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید ☆ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

یہی وجہ ہے کہ کفارِ مکہ موحد تو تھے یعنی اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے لیکن سرکارِ مدینہ ﷺ سے بے تعلق ہوئے اسی لئے مارے گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ولئن سألتهم من خلقهم ليقولن الله (پ۲۵، ع۱۳)

ترجمہ: اگر تم ان سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے اللہ"۔

اور فرمایا، ولئن سألتهم من خلق السمٰوٰت والارض الخ۔ (پ۳، ع۱)

ترجمہ: "اگر تم ان سے پوچھو کہ کس نے بنائے زمین و آسمان تو کہیں گے اللہ"۔

اور یہ قاعدہ ازل سے جاری ہوا اور تا ابد چلے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما ا تيتكم من كتاب و حكمة ثم جآء كم رسول مصدق لما معكم لتؤ منن به ولتنصرنه قال اقررتم واخذ تم علىٰ ذٰلكم اسرىٰ قالو ااقررنا قال فاشهد و وانا معكم من االشا هدين فمن تولىٰ بعد ذٰلك فاؤ لئك هم الفاسقونo (پ۳، ع۱۷)

ترجمہ: "اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم

نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا، سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں''۔

فائدہ: صاحبِ روح البیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لم یلد ملائکہ اور حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہما السلام کو اللہ تعالیٰ کی اولاد کہنے والوں کا منصوصاً رد ہے اسی لئے ماضی پر نفی وارد ہے لن یلد و لا یلد نہیں فرمایا یعنی اس سے اولاد کا صدور نہیں ہوا کیونکہ وہ کسی کا ہم جنس نہیں تا کہ اس کی ہم جنس جورو ہوتا کہ بچے پیدا ہوسکیں یا یہ کہ وہ کسی کا محتاج نہیں جو اس کی مدد کرے یا اس کا جانشین ہو کیونکہ اسے کسی کی حاجت نہیں اور نہ اس پر فنا ہے۔

سوال: یہاں لم یلد اور بنی اسرائیل میں فرمایا لم یتخذ، اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: نصاریٰ کے دو گروہ ہیں:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کا حقیقی بیٹا ہے۔ لم یلد میں انہی کا رد ہے۔

(۲) عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے (منہ بولا) بیٹا بنا رکھا ہے ان کی شرافت اور بزرگی کی وجہ سے، جیسے ابراہیم علیہ السلام کی شرافت پر انہیں خلیل بنایا۔ ان کے رد میں فرمایا، لم یتخذ ولدًا۔

وَ لَم یُو لد (اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا) اس کی کسی سے ولادت کی نسبت نہیں کیونکہ اس پر عدم کی سبقت کی نسبت محال ہے۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ والدیۃ و مولودیۃ کی نسبت میں مثلیت ہی ہوتی ہے کیونکہ مولود کو ضروری ہے کہ وہ والد کے مثل ہو اور ہویۃ واجبہ اور ہویاتِ ممکنہ کو آپس میں کوئی نسبت نہیں۔

تفسیرِ صوفیانہ

حضرت البقلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لم یلد ولم یولد کا مطلب یہ ہے کہ وہ حوادث کا محل نہیں اور حوادث اس کا محل ہیں اور تصریح ہے کہ وہ کسی سے پیدا نہیں ہوا باوجودیکہ وہ اس کے مضمون کے معترف ہیں ما قبل کی تقریر سے اور اس کی تحقیق بالاشارہ سے کہ وہ دونوں لازم و ملزوم ہیں کہ جو دوسرے کو جنتا ہے وہ کسی دوسرے سے پیدا ہوتا ہے اور جو کسی کو نہ جنے وہ کسی سے پیدا نہیں ہوتا اس سے لازماً ثابت ہوا کہ اس نے کسی کو نہیں جنا تو وہ بھی کسی سے پیدا نہیں ہوا۔

فائدہ: کشف الاسرار میں ہے کہ لم یلد کا ذکر مقدم اس لئے فرمایا کہ کفار کا دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے لیکن ان کا یہ دعویٰ نہ تھا کہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔

فائدہ: تفسیر فارسی میں ہے کہ لم یلد میں یہود کا رد ہے وہ قائل تھے کہ عزیر علیہ السلام (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے ولم یولد میں نصاریٰ کا رد ہے وہ قائل تھے کہ (معاذ اللہ) عیسیٰ علیہ السلام خدا (معبود) ہے۔

فائدہ: حضرت ابو اللیث نے فرمایا کہ لم یلد یعنی اس کی اولاد نہیں کہ اس کی وارث ہو ولم یولد، اور اس کا کوئی والد نہیں کہ یہ اس کا وارث ہو۔

تفسیرِ عالمانہ

وَ لَم یَکُن لَّهٗ کُفُواً اَحَدٌ (اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی)

حل لغات:

کہا جاتا ہے هذا کفأ ہ و کفؤہ یعنی یہ اس کی مثل ہے، کافأ فلاناً ماثله، وہ اس کا ہم مثل ہے، لہٗ اس کا صلہ ہے اس پر مقدم ہے باوجودیکہ اس کا حق ہے کہ وہ مؤخر ہو اس کے مہتم ہونے کی وجہ سے مقدم کیا گیا اس لئے مقصود ہے اللہ تعالیٰ کی

ذات سے کفو کی نفی، یعنی نہ اس کا کوئی ہم کفو ہے نہ ہم مثل ہے نہ ہم شکل بلکہ تمام اکفا (امثال) کا خالق وہی ہے۔

فائدہ: یہ بھی جائز ہے کہ اس سے کفوفی النکاح مراد ہو، اس سے کسی سے نکاح کی نفی مراد ہے۔

فائدہ: اسم کَانَ کی نفی کی تاخیر رعایت فواصل کی وجہ سے ہے۔

ربط جمل ثلاث: ان تینوں جملوں کا رابطہ بالعطف یوں ہوگا کہ ان سے تینوں اقسام کی نفی مراد ہے، درحقیقت یہ ایک جملہ ہے صرف تنبیہ کی خاطر انہیں علیحدہ علیحدہ ذکر کیا گیا ہے۔

تفسیرِ صوفیانہ

حضرت قاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہویۃ احدیۃ کثرت وانقسام کو قبول نہیں کرتی اور نہ ہی وحدۃ ذاتیہ غیر کو مقارن ہے اس لئے کہ وجود مطلق کے سوا باقی سب عدم محض ہے اسی لئے اس کا کوئی ہم مثل نہیں ہوسکتا کیونکہ عدم محض وجود محض کا مثل کہا۔

فائدہ: کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس میں مجوس ومشرکین عرب کا رد ہے انہوں نے کہا کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی کفو ہے۔ اور مفسرین نے فرمایا کہ اس سورۃ کی ہر ایک آیت اپنی پہلی آیت کی تفسیر ہے۔ مثلاً کوئی کہے ھُوَ کون ہے؟ تم کہو اَحَد۔ پھر کہے کہ اَحَدکون ہے؟ تم کہو صَمَد۔ پھر کہے کہ صَمَدکون ہے؟ تم کہو لَم یَلِد وَلَم یُو لَد۔ وہ سوال کرے کہ لم یَلِد وَلم یو للکون ہے؟ تم کہو وَلَم یَکُن لَهٗ کُفُواً اَحَد۔

فائدہ: صاحبِ روح البیان لکھتے ہیں، عبد الصمد (ولی الله مر مظهر الصمد الذی یصمد الیه ای یقصد لدفع البلیات وایصال امداد

الخیرات ویستشفع بهالی الدفع العذاب واعطاء الثواب ۔(ج۱۰ص ۵۳۸) یعنی اللہ تعالیٰ کا ولی جو صفتِ صمد کا مظہر ہے اس کی طرف بلیات کے دفعیہ اور خیرات کے حصول کی امداد کی قصد کی جاتی ہے اور اس سے دفع عذاب اور اعطائے ثواب کی سفارش کرائی جاتی ہے۔

فائدہ: اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کے مظہر ہوتے ہیں۔ ان سے جو کچھ صادر ہوتا ہے وہ دراصل اللہ تعالیٰ کا فضل ولطف ہے، جو ان کے ذریعے صادر ہو رہا ہے۔ اسی بناء پر ان سے مدد (وسیلہ) مانگنا کون سا جرم ہے جو آج کل بعض لوگ خواہ مخواہ شرک کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ (اس پر فقیر اویسی غفرلہ کی تصنیف ہے، ''کیا سنی مسلمان مشرک ہیں؟'')

''لَم یَلِد وَلَم یُو لَد '' مشرکین عرب کہتے تھے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور یہود کہتے تھے کہ عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور نصرانی کہتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، ان سب کی تکذیب صرف ان دولفظوں میں ہوگئی کہ ولادت کا تقاضہ ہے کہ کوئی مادہ اس سے منفصل ہو اور یہ ترکیب کو تقاضہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ترکیب سے منزہ ہے یا یوں کہو کہ والد اور مولود ہم جنس ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی کی ہم جنس نہیں کیونکہ وہ واجب الوجود اور باقی تمام ممکن الوجود۔

سوال: لَم یَلِد میں والدیت کی نفی ہے وَ لَم یُو لَد میں مولودیت کی۔ اب سوال یہ ہے کہ مولودیت کی نفی کو مؤخر کیوں کیا گیا۔ حالانکہ عقل یہ چاہتی ہے کہ اس کی نفی مقدم ہو کیونکہ مولودیت پہلے ہوتی ہے اور والدیت بعد میں۔

جواب: جو چیز اہمیت رکھتی ہو اس کا ذکر پہلے آ گیا اور فلاسفہ تو یوں کہتے ہیں کہ واجب الوجود سے اولاد عقل پیدا ہوتی ہے، پھر اس عقل سے دیگر عقل اور نفس وفلک یہاں تک کہ عقل مدبر جو کہ اقمر کے ماتحت ہے وغیرہ وغیرہ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ان کے ان سب خرافات سے منزہ ہوں۔

سوالات وجوابات

سوال: جب اللہ ایک بار لفظ مذکور ہوا تو دوبارہ لانے کا کیا فائدہ اور بلاغت کے بھی خلاف کہ ایک کلام میں ایک لفظ کی تکرار بار بار ہے؟

جواب: تمہیدی طور یہ بات ذہن نشین کرلیں جو کہ ایک مقدر سوال کا جواب بھی ہے وہ یہ کہ جملہ اولیٰ ھو اللہ احد کی خبر یعنی احد کو نکرہ اور اسی جملہ یعنی اللہ الصمد کی خبر، الصمد کو معرفہ لانا لازمی ہے۔ کیونکہ عام خیالات میں یہ ہے کہ ہر موجود محسوس ہوتا ہے، اور قاعدہ ہے کہ جو شے محسوس ہو اور اسم بھی ہو اور ایسی ذات جو انقسام سے پاک ومنزہ ہوا سے ہم نہیں جانتے اور جو شے غیر معلوم ہو وہ نکرہ ہوتی ہے، اسی لئے اَحدُ کو نکرہ لانا لازمی ہوا اور ''الصمد'' بمعنی الذی خلق الاشیاء اور اس معنیٰ کو کفار بھی مانتے تھے۔ کما قال'' ولئن سألتهم من خلقهم ليقولن الله'' اس لحاظ سے الصمد کو معرفہ لایا گیا، اب سوال کا سمجھنا سہل ہوگیا کہ ان دونوں جملوں میں لفظ اللہ نکرہ نہ ہوتا تو لفظ اول کی دو خبریں ہوں گی اور دونوں کو نکرہ لائیں یا معرفہ یا ایک کو نکرہ اور دوسرے کو معرفہ، صورۃ ثالثہ کو نحوی قاعدہ قبول نہیں کرتا۔ اب پہلی صورتوں کے متعلق تمہیدی بحث یاد رکھیں کہ لفظ احد کو نکرہ اور الصمد کو معرفہ لانا لازمی ہے۔ اب اس ضرورت کے ماتحت لفظ اللہ کا تکرار لازمی ہوا۔

(تفسیر کبیر، امام رازی ملخصاً)

سوال: ھُوَ اللہ اَحَدُ میں خبر نکرہ اور اللہ الصَّمَد میں خبر نکرہ؟

جواب ۱: سوال گذشتہ کے جواب میں تمہیدی کلمات میں ہوگیا ہے۔

جواب ۲: لفظ احد ایسی جامع صفت ہے جو جمیع صفات کمالیہ پر دلالت کرتی ہے اور الصمد کا مقتضی بھی وہی صفات ہیں۔ تو احد سے قبل کوئی ایسی عبادت نہیں گذری جو جمیع صفات کی حاوی ہو الصمد سے پہلے احد گذرا ہے اسی لئے احد میں

الف لام لایا گیا جو عہد کا ہے۔ (تفسیر عزیزی مع اضافہ)

سوال: آئندہ جملوں میں حرف عاطف ہے اور یہاں کیوں ترک کیا گیا؟

جواب ۱: یہ جملہ جملۂ اولیٰ کی دلیل ہے وہ اس لئے کہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ ذات کسی کی محتاج نہیں بلکہ تمام اس کے محتاج ہیں اسی لئے وہ معبود ہے اور لاشریک ہے۔

جواب ۲: جملہ ثانیہ جملہ اولیٰ ہے بمنزلہ نتیجہ کے ہے کہ احد کو مستلزم ہے یعنی جو احد ہے وہ صمد ضرور ہے۔ (روح المعانی وغیرہ)

الصمد۔ صمد فعل بمعنے مفعول یعنی محمود ہے۔ اور اس کے چند معانی فصل لغت میں گذر چکے ہیں اور بہت طوالت کے ساتھ امام رازی اور صاحبِ روح المعانی نے وجوہ لکھے۔ (من شاء فليواجع اليهما) البتہ ایک بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ جہاں پر ہم نے الصمد کو پتھر کے معنی میں لیا اس کی توجیہ بحث لغت میں درج کردی اس کو لے کر مجسمہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا جسم ہے ورنہ اس کی الصمد صفت نہ ہوتی۔ چونکہ اس بحث کا تعلق علم کلام سے ہے اور ایسے لوگ موجود بھی نہیں، اگر ہیں تو کالمعدوم اسی لئے اسے بحث میں لانا تطویل لاحاصل ہے۔

نوٹ: مجسمہ ایک فرقہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی جسمانیت کے قائل ہیں۔ اب بھی بعض لوگ ایسے ہیں جو ان کی طرح اللہ تعالیٰ کا جسم ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(اویسی غفرلہٗ)

سوال: یہاں لَم یَلِد فرمایا اور سورۂ بنی اسرائیل میں وَلَم یَتَّخِذولَداً، ارشاد ہوا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: دراصل ولد دو قسم ہے، حقیقی جو اپنے والد کا مشابہ وہم مثل ہو۔ دوسرا کسی کو پیار و محبت سے اپنا بیٹا بنالے وہ اگرچہ اس کا مثل نہیں ہوتا لیکن بیٹا بنانے والا محبت کے

اظہار سے اپنی ضرورت جتلاتا ہے، جس میں محتاجی متضمن ہوتی ہے۔ اور چونکہ نصاریٰ کے دو گروہ تھے ایک جو حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حقیقی بیٹا تو نہیں سمجھتے تھے لیکن کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا بیٹا بنالیا، جیسے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔ سورۂ اخلاص میں گروہِ اول کا رد فرمایا اور سورۂ بنی اسرائیل میں گروہِ ثانی کی تردید فرمائی۔ (تفسیر کبیر، روح البیان)

اس قسم کے نصاریٰ اب بھی یونہی مدعی ہیں اور اپنے دعویٰ میں یہ آیت پیش کرتے ہیں، ''وکلمة القاها الیٰ مریم و روح منه'' اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو'' روح منه'' کہا گیا ہے۔ یعنی وہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ میں سے ایک روح ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا ایک حصہ ہیں جو کہ وَلَد کی تعریف کے مطابق ہے۔ فلہٰذا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہوئے۔ یہ ان کی ایک ایسی فاحش غلطی ہے کہ ادنیٰ عربی دان بھی اس حماقت پر مذاق اڑائے گا کیونکہ مِنۡهُ سے جزئیت (جزء ہونا) نہیں ثابت ہوتی اگر یہی بات ہے تو نہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہوں گے بلکہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی اولاد متصور ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا،

'' وسخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض جمیعا منه '' یہاں بھی '' روح منه '' کی طرح '' جمیعا منه '' ہے۔ اب عیسائیت کی حماقت کہاں منہ چھپائے گی۔

سوال: سورۃ کے جملوں میں لم یُو لَدتک حرف عطف کیوں نہیں اور پھر حرف عاطفہ کیوں نہیں لایا گیا؟

جواب: حرف کا مقتضیٰ مغایرت ہے اور لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد، آپس میں مغایر ہیں۔ کیونکہ لم یلد میں والدیت کی نفی ہے اور ولم

یولد میں مولودیت کی اور ولم یکن له کفوا احد میں مماثل وشریک کی، اس بناء پر حرف عاطفہ لانا لازم ہوا اور سابقہ جملے چونکہ ہر جملہ اپنے سابق کے لئے مقرر ومحقق بن کر آیا۔ اس لئے وہاں پر حرف عطف کا لانا موزوں تھا اسی لئے لم یلد سے پہلے حرف عطف نہیں کہ وہ الصمد کا مؤکد ہے، کیونکہ جب کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں تو لازماً ماننا پڑے گا کہ نہ وہ والد ہے اور نہ مولود۔ (جمل وغیرہ)

وَلَم یَکُن لَّهٗ کُفُواً اَحَدٌ، کُفُوا کو بضم الکاف والفاء اور بکسر الکاف و سکون الفاء اور اسی طرح بضم الکاف وکسر الفاء پڑھا گیا ہے۔ اصل ان میں کُفُواً ہے یعنی بالضم پھر تخفیفاً پڑھا گیا جیسے کہ قاعدہ حرفیہ کا تقاضا ہے۔

(کُفُوا) اس کے لئے کئی اقوال ہیں (۱) کعب وعطاء وغیرہما فرماتے ہیں کہ کفو بمعنے مثل ومساوی ہے، اسی سے مکافاۃ ہے بمعنے کسی کو پوری جزا دینا۔

(۲) مجاہد فرماتے ہیں کہ وَلَم یَکُن لَّهٗ کُفُواً بمعنے اس کی کوئی زوجہ نہیں، جب اس کی زوجہ نہیں تو پھر نسب مصاہرۃ کا کیا مطلب۔ دراصل اس میں تردید ہے اس قوم کی جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے، فرمایا،'' وجعلوا بینه وبین الجنة نسبا ''۔

(۳) محققین کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا کہ میں صمد ہوں یعنی جمیع حوائج میرے ہاں پیش ہوتے ہیں، پھر اس بات کی نفی بھی فرمادی کہ میری ذات تک والدیت ومولودیت کا وسائط بھی نہیں ہیں اور نہ ہی مخلوق میں سے میرا کوئی مساوی ہے نہ وجود میں اور نہ علم میں اور نہ قدرت میں کیونکہ میں واجب الوجود ہوں اور میرا علم ازلی ابدی ہے اور قدرت میں بھی کوئی ہم پلہ نہیں۔ (کبیر)

سوال: ظرف لغو غیر مستقر کا قاعدہ ہے کہ فصیح کلام میں مؤخر ہو جیسا کہ سیبویہ نے تصریح فرمائی ہے اور یہاں افصح الکلام میں مقدم ہے؟

جواب ۱: ہر بات کا دارومدار غرض وغایت پر ہوتا ہے۔ یہاں پر مماثل کی نفی مقصود

ہے جوظرف سے ادا ہورہی ہے اور یہ بھی نحوی قاعدہ ہے کہ جو شے اہم ہوا سے مقدم کیا جائے، اسی قاعدہ کے مطابق ظرف کو مقدم کیا گیا۔

جواب ۲: ظرف کی تاخیر سے فواصل صحیح نہیں رہتے اور نحوی قواعد سے فواصل کو مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ (تفسیر کبیر وغیرہ)

کفر کے آٹھ اصول ھیں:

(۱) ترکیب (۲) عدد (۳) نقص، یعنی کسی کا محتاج ہونا (۴) قلّت (۵) بساطۃ (۶) علّت (۷) معلول (۸) شبیہ ونظیر

کثرت وعدد کی نفی قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَد سے فرمائی، نقص اور قلّت کی نفی اَللّٰہُ الصَّمَد سے اور علّت ومعلول کی نفی لَم یَلِد وَلَم یُولَد سے اور شبیہ ونظیر کی نفی وَلَم یَکُن لَّہٗ کُفُواً اَحَد سے۔ (صاوی)

فائدہ: دراصل سورۃ ہٰذا میں ہر دوسری آیت پہلی آیت کی تفسیر واقع ہوئی ہے مثلاً جب قائل نے کہا کہ ھُوَ اللّٰہ تو گویا کسی نے کہا وہ کون ہے، تو قائل نے کہا اَحَد، پھر اس نے پوچھا اَحَد کیا ہے تو اس نے کہا اللہ الصَّمَد، پھر اس نے پوچھا الصمد کی وصف کیا ہے تو اس نے کہا لَم یَلِد ہے وَلَم یُولَد ہے، پھر اس نے پوچھا یہ کون ذات ہے اس نے کہا وَلَم یَکُن لَّہٗ کُفُواً اَحَد ہے۔

خلاصۂ تفسیر:

دُنیا میں مذاہبِ باطلہ اصولی حیثیت سے کُل پانچ ہیں:

(۱) **دھریہ:** یہ کہتے ہیں کہ اس عالم کا کوئی صانع نہیں۔ ھُو سے ذاتِ حق کے وجود کا پتہ دیا گیا۔

(۲) **فلاسفہ:** یہ کہتے ہیں کہ اس عالم کا صانع تو ہے لیکن اس کی اپنی کوئی تاثیر نہیں بلکہ یہ امور وسائط سے چل رہے ہیں، ہنود کا درحقیقت یہی مذہب ہے (اللہ) میں ان کی تردید ہوگئی۔

(۳) **شنویہ:** یہ کہتے ہیں کہ تمام کائنات کے لئے ایک صانع غیر مکتفی ہے۔ فلہٰذا چاہئے کہ اس عالم میں متعدد صانع ہوں (اَحَدُ) سے ان سے بیزاری کا اظہار کیا گیا

(۴) **یہود ونصاریٰ:** کے بعض فرقے کہتے ہیں صانع بھی مخلوق کی طرح زن وفرزند کا محتاج ہے اسی لئے ان کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ وعُزیر (علیٰ نبینا وعلیہما السلام) اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور بی بی مریم اس کی بیوی (معاذ اللہ) لَم یَلِد وَلَم یُولَد سے ان کے عقیدے سے بیزاری ہوگئی۔

(۵) **مجوس:** یہ کہتے ہیں کہ صانع دو ہیں، ایک یزدان (خالقِ خیر) دوسرے اہرمن (خالقِ شر)۔ اور کہتے ہیں ان دونوں کی اپنی تاثیرات وایجادات ہیں جب یزدان خالقِ خیر کے لشکر کا غلبہ ہو جاتا ہے تو دنیا میں امن وسلامتی قائم ہو جاتی ہے اور جب اہرمن (خالقِ شر) کے لشکر کا غلبہ ہو جاتا ہے تو دنیا میں فسادات اور خونریزیاں پھیل جاتی ہیں۔

فائدہ: اس سورۃ مبارکہ میں ان پانچ اصولی کفر کا رد ہوگیا۔ گویا سورۃ اخلاص تمام مذاہب باطلہ سے بچا کر خالص توحید کا درس دیتی ہے اسی لئے اسے ثُلث القرآن (قرآن کی تہائی) کا درجہ حاصل ہے۔

نکات:

نکتہ اول: سورۂ اخلاص میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا بیان ہے۔ لیکن دراصل ان لوگوں کی تردید کی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ پر والدیت ومماثلت کا افتراء کرتے تھے۔ اور اس کا ازالہ زبانِ رسالت ﷺ سے کرایا، قال قل ھو اللہ احد الخ اور وہاں سورۂ کوثر میں جب اپنے محبوبِ اکرم ﷺ پر حملے ہوئے تو خود جواب میں فرمایا، انا اعطینک الکوثر الخ۔ اب نتیجہ ظاہر ہے کہ رسالت کی شان بڑھانا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا اور توحید کا معاملہ رسول اللہ ﷺ کے سپرد کیا۔

نکتہ دوم: سورۂ کوثر میں کفار نے نبی ﷺ کو ابتر کہا یعنی اولاد کی نفی کی اور یہاں یہود و نصاریٰ نے اثباتِ اولاد کا افتراء کیا۔ پھر جس طرح یہاں توحید میں کسی قسم کی کمی واقع ہونے میں ایمان دور وہاں رسالت میں بھی ادنیٰ کمی سے اسلام سے بیگانی۔

نکتہ سوم: یہاں توحید کے اثبات میں صرف قُل کافی ہے لیکن وہاں رسالت کے معاملہ میں جمع (انا اعطینک الکوثر) فرما کر شان رسالت ﷺ کی شان بتائی یعنی ہمیں صرف آپ کے منہ کی کہی ہوئی توحید محبوب ہے دوسرا کوئی توحید کہے یا نہ کہے۔ اسی لئے قرآن پاک میں فرمایا،" وقیلہ یا رب الخ"، لیکن شان رسالت ﷺ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہ صرف میں واحد تیرا ثنا گو ہوں بلکہ کائنات کے ہر ذرہ پر آپ کی تعریف فرض کر دی۔ کما قال " ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو ا تسلیما"۔

نکتہ چہارم: یہاں اپنے دشمنوں کا ذکر نہ کیا اور نہ ہی ان کو کچھ فرمایا صرف اصل مقصود توحید کے بیان پر اکتفا فرمایا۔ لیکن سورۂ کوثر میں محبوب ﷺ کو بھی تسلی دلائی اور آپ کے مخالفین کی بھی خوب خبر لی وغیرہ وغیرہ۔

نکتہ پنجم: حدیث شریف میں ہے،" سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے۔

فائدہ: اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کے مضامین عقائد و احکام و قصص پر مشتمل ہیں، مقصود بالذات اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ علم المبداء اور اس کی صفات سے حاصل ہوتا ہے باقی اس کے ذرائع و وسائل و اسباب ہیں۔

نکتہ ششم:

عجائبات التفاسیر: (۱) بعض نے فرمایا کہ والھین کا کاشف ھو اور موحدین کا کاشف اللہ اور عارفین کا کاشف احد اور علماء کا کاشف الصمد اور عقلاء کا

کاشف لم یلد یعنی لم یلد میں توحید العوام کی طرف اشارہ ہے کہ وہ صانع پر شواہد و دلائل سے استدلال کرتے ہیں۔

(۲) بعض اکابر نے فرمایا کہ سورۂ اخلاص میں حال النزول کی طرف اشارہ ہے اور وہ مجذوب کا حال ہے کہ وہ سب سے پہلے کہے، ھو اللہ احد اللہ الصمد الخ اور صعود کا حال آخر سے معتبر ہے ھو کی جانب، مثلاً پہلے کہے لم یکن لہ کفوا احد، پھر ترقی کرتا ہوا آخر میں کہے ھُوَ۔ لیکن سالک کو لائق نہیں کہ وہ قرآن میں صرف ھُوَ کے وجدان پر اکتفاء نہ کرے بلکہ اسے لازم ہے کہ وہ قرآن فعلی کی طرف ترقی کرے پھر وہ قرآن کے ھُو کا مشاہدہ کرے اور ھُو تمام عوالم کو محیط ہے، یہی وہ پہلا مکاشفہ ہے جو سالک کو منکشف ہوتا ہے اور یہ سورۃ باوجودیکہ چھوٹی ہے لیکن جمیع معارفِ الٰہیہ پر مشتمل ہے، اور اس میں ان ملحدین کا رد ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات میں الحاد کرتا ہے۔

فضائل سورۃ الاخلاص

فضائلِ سورۃ الاخلاص بے شمار ہیں ان میں سے چند فضائل تبرکاً عرض کرتا ہوں:

(۱) عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے اپنے مرض الموت میں قل ھو اللہ احد (سورۂ اخلاص) پڑھی ہو وہ قبر کے عذاب میں مبتلا نہ کیا جائے گا یعنی وہ عذابِ قبر سے مامون و محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن فرشتے اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر پُل صراط سے گذار دیں گے پھر اسے جنت میں پہنچا دیں گے۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط)

(۲) نبیِ پاک ﷺ نے فرمایا کہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی بنیاد سورۂ اخلاص پر ہے یعنی ان کی تخلیق توحیدِ الٰہی اور اس کی معرفت وصفات کے دلائل کے لئے ہے اور وہ سب کے سب اسی میں ہیں۔

(۳) حضور سرورِ عالم ﷺ نے ایک آدمی کو یہ سورۃ (قل هو الله احد) پڑھتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا وَجبت (واجب ہوگئی) پوچھا گیا کیا واجب ہوگئی؟ فرمایا، وجبت له الجنة (اس کے لئے جنت واجب ہوگئی)

(۴) حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا، فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ فرمایا، جب گھر میں داخل ہوتو اگر کوئی گھر میں ہے تو اسے السلام علیکم کہو، اگر کوئی نہ ہو تو خود پر سلام کہو پھر قل هو الله احد الخ ایک بار پڑھو۔ اس شخص نے اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے رزق کی فراوانی کر دی یہاں تک کہ وہ اپنے ہمسائیگان پر بھی خرچ کرنے لگا۔

(۵) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا،

من قرأ قل هوالله احد بعد صلاة الفجر احدى عشرة مرة لم يلحقه ذنب يو مئذ ولو اجتهد الشيطان.

''جو صبح کی نماز کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ لے اسے گناہ لاحق نہ ہوگا اگر شیطان کوشش کرے''۔

حدیث شریف میں ہے:

ایعجز احدکم ان یقرأ القرآن فی لیلة واحدة فقیل یا رسول الله ﷺ من یطیق ذلک قال ان یقرأ قل هو الله احد ثلاث مرات.

''کیا تمہارا ایک اس سے عاجز ہے کہ وہ ایک رات میں پورے قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ عرض کی گئی اس کی طاقت کس کو۔ فرمایا صرف قل هو الله احد الخ تین بار پڑھ لیا کرے''۔

(۶) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ مدینہ میں اور حضور ﷺ تبوک میں:

مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام تبوک میں حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! معاویہ بن المزنی (رضی اللہ عنہ) کا مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا ہے حکم ہو تو میں زمین کو لپیٹ کر آپ کے آگے رکھ دوں اور آپ ان کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں! حضرت جبریل علیہ السلام نے زمین پر پر مارے تو معاویہ بن مزنی کا جنازہ آپ کے سامنے لایا گیا آپ نے ان پر نماز جنازہ پڑھائی، آپ کے پیچھے دو صفیں ملائکہ کرام کی تھیں ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ وہ لوٹ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے جبریل! معاویہ بن المزنی نے یہ مرتبہ کہاں سے پایا؟ عرض کی قل هو الله احد سے محبت کی وجہ سے کہ وہ آتے جاتے اٹھتے بیٹھتے اور ہر حال میں اسے پڑھتے رہتے تھے۔ (رواہ الطبرانی)

(۷) جب سورۂ اخلاص نازل ہوئی تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے آئے، جب بھی وہ آسمان والوں کے پاس سے گذرتے تو وہ ان سے پوچھتے کہ تمہارے ساتھ کیا ہے؟ تو وہ کہتے نسبة الرب۔ اسی لئے اس سورۃ کا نام نسبة الرب ہے۔

(کشف الاسرار)

(۸) سورۃ الاخلاص ایک ہزار ایک (۱۰۰۱) مرتبہ پڑھنے سے رفع حاجات ہوتی ہے۔ اول و آخر تین بار درود شریف پڑھیں۔ فقیر کا مجرب ہے۔

(۹) ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس نے ہر روز دو سو بار ''قل هوا لله احد'' پڑھی اس کے پچاس سال کے گناہ محو کر دیئے گئے مگر یہ کہ اس پر قرض ہو۔ (یعنی قرض کا بار معاف نہ ہوگا) اور جس شخص نے اپنے بستر پر سونے کے ارادے سے داہنے پہلو پر لیٹ کر قل هوا لله احد کو ایک سو مرتبہ پڑھا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا کہ اے میرے بندے تو اپنی داہنی جانب سے جنت میں داخل ہو۔

(۱۰) طبرانی نے ہی اپنی کتاب ''الاوسط'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو شخص دس بار ''قل هو الله احد'' پڑھے اس کے لئے جنت میں ایک قصر (محل) تعمیر ہو جاتا ہے اور جو بیس مرتبہ پڑھتا ہے اس کے لئے دو قصر اور جو تیس مرتبہ پڑھتا ہے اس کے لئے تین قصر جنت میں بنا دیئے جاتے ہیں۔

طبرانی نے ہی اپنی کتاب ''الصغیر'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جو شخص نمازِ صبح کے بعد بارہ مرتبہ '' قل هوا لله احد '' پڑھتا ہے تو گویا وہ پورا قرآن چار مرتبہ پڑھ لیتا ہے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے بھی تو اس دن وہ اہلِ زمین میں سب سے بہتر شخص ہوتا ہے۔

(۱۱) امام احمد نے عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے (یعنی عقبہ سے فرمایا) کیا میں تجھ کو ایسی سورت نہ سکھاؤں جس کا مثل اللہ تعالیٰ نے تورات، زبور، انجیلِ فرقان میں سے کسی ایک کتاب میں بھی نازل نہیں کیا ہے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی بے شک یا رسول اللہ ﷺ! یعنی آپ مجھے ایسی سورتوں کی تعلیم دیں اور بتائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، وہ قل هو الله احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اس کا نام اخلاص بھی اسی لئے ہے کہ یہ شرک سے اخلاص اور عذاب سے خلاصی و نجات بخشتی ہے یا توحید میں خالص ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، عفو ربی ویثقیٰ بالخلاص واعتصامی سورة الاخلاص۔ ''میرے رب تعالیٰ کا عفو میری نجات کا وثیقہ ہے اور میرا اعتصام سورۃ الاخلاص ہے''۔

اس لئے کہ یہ سورت خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کہ اس میں سوائے اس کے اور کسی شے کا ذکر نہیں نہ دنیا کا نہ آخرت کا۔

حنفی نے کہا یہ (سورۃ اخلاص) اپنے پڑھنے والے کو شدائدِ آخرت اور سکراتُ الموت اور ظلمات القبر اور اہوال القیامۃ سے نجات بخشتی ہے۔

حضرت قاشانی نے فرمایا کہ اخلاص اس لئے ہے کہ اس میں حقیقتِ احدیہ کو شائبہ کثرت سے نجات بخشتی ہے۔ (روح البیان)

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العٰلمین والصلوٰة والسلام علیٰ سید المرسلین

امابعد! فقیر نے ''سورۂ اخلاص'' کی تفسیر موسوم بہ ''خیر الخلاص فی تفسیر سورۃ الاخلاص'' لکھی۔ اس کا باب الخواص کا آخری حصہ علیحدہ شائع کیا جا رہا ہے۔ وما توفیقی الا بالله العلی العظیم۔

پہلا باب

دعوت، نصاب وزکوٰۃ وعشر وقفل میں۔

جو شخص چاہے کہ دعوت کرے پہلے الله الصمد اجب یا اسرافیل یا مؤکلات چار لاکھ بار پڑھ کے چار حصے کرے۔

پہلا حصہ: نصاب کی نیت سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا پر پڑھے۔

دوسرا حصہ: زکوٰۃ کی نیت سے پڑھے، اور اس کا ثواب حضرت رسالت پناہ محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت خضر کی روح پُرفتوح کو بخشے۔

تیسرا حصہ: عشر کی نیت سے پڑھے اس کا ثواب حضرت مخدوم سید جلال جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اولاد کو بخشے تمام کام دینی و دنیوی حاصل ہوں۔

چوتھا حصہ: قفل کی نیت سے پڑھے اس کا ثواب تمام مسلمانوں کو بخشے اور جس پر نظر کرے کیمیا ہو جائے اور جو کچھ دل میں ہو حاصل ہو۔ اس کے لئے کہ صمد اسمِ اعظم ہے اور معنی صمد یعنی عاجزوں کی پناہ۔ تفسیروں میں آتا ہے کہ الصمد الذی

كل شيء يعود اليه ۔یعنی صمد وہ ذات ہے کہ جس کی طرف ہر شے رجوع کرے۔

اس کے بعد بطورِ نصاب اور زکوٰۃ اور عشر اور قفل کے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے کہ اے باری تعالیٰ نصاب اور زکوٰۃ اور عشر اور قفل بقدر رسیدنی میں نے یعنی نہ پڑھنے کے برابر پڑھا تو اپنے لطف وکرم سے تمام حاجتیں ادا کر اور اس کے بعد ایک بار یہ پڑھے، اللهم يا عالم السر والخفي حي وكاشف الضر والبلائى اكشف عنا الحزن والاذى وافتح على الحضر والسفر وباب المرادات منير الدنيا والدين بحرمة اولاد حسن والحسين سيد باقر عثمان بخارى اقض حوائجنا يا قاضى الحاجات وعالم السر والخفيات يا ذالجلال والاكرام برحمتك يا ارحم الراحمين.

دوسرا باب

کفایت کلی و جزوی کے بیان میں: جس کسی کو مہم کلی وجزوی پیش آئے کہ کسی طرح حل نہ ہوسکتی ہو تو چاہئے کہ "الله الصمد" کو نمازِ صبح وعشاء کے بعد ہزار مرتبہ مع درود شریف تین مرتبہ پڑھے۔ تمام حاجاتِ کلی وجزوی حاصل ہو۔ اور جو کوئی بعد ہر نماز کے سو مرتبہ پڑھے کسی وقت رنجیدہ نہ ہو اور ایمان سلامت رہے جیسا کہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے میری اولاد جس نے پڑھا الله الصمد بعد سو مرتبہ درود کے تو اس کا ایمان مرنے کے وقت نہ جائے گا۔ اور اگر الله الصمد نماز کے بعد پچاس مرتبہ پڑھے تو اس کا مرتبہ دونوں جہانوں میں بلند ہو اور "جواہر الباری" میں لکھا ہے کہ اگر کسی کو مشکل کام در پیش آیا ہو اور تدبیر نہ نکلتی ہو تو چاہئے کہ بدھ کی رات کو نہائے اور مخدوم سید جلال جہانیاں کی روح کو ختم بخشے، اس کے بعد ہزار بار پڑھے اس کا کام پورا ہو جائیگا۔ اور کتاب "خمس الانوار" تصنیف سید باقر بن

عثمان میں لکھا ہے کہ جو کوئی الله الصمد تہجد کی نماز کے وقت بہت پڑھے تو اسے جمال وجلال اللہ تعالیٰ کا نصیب ہو۔ سب خلائق آسمان وزمین پرندہ اور چرندہ ودرندہ اس سے محبت رکھیں۔ اور سید باقر نے فرمایا جس کسی نے الله الصمد کے لئے تین راتیں زندہ کیں تو اس کے بدن پر آگ حرام اور اسے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ اور کتاب "اکبر جلالی" تصنیف سید باقر بخاری میں لکھا ہے کہ صمد بمعنے بے پرواہ ہے پس جو شخص بہت پڑھے محتاج نہ ہو اور موصوف بصفت صمد ہو جائے۔ حدیثِ قدسی ہے، الانسان سرى وانا سرهٗ

مردانِ خدا خدا نباشند ☆ لیکن ز خدا جدا نباشند

قولہٗ تعالیٰ: فاذكروني اذكركم "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا"۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

قولہٗ تعالیٰ: اجيب دعوة الداع اذا دعان فليستجيبوا لى وليؤمنوا بى لعلهم يرشدون.

اور کتاب "باقر المرادات" میں لکھا ہے کہ جو کوئی الله الصمد بطریق حرف حریر کاغذ پر شرفِ مشتری میں لکھے اور پگڑی (عمامے) میں باندھے حضرت رسالت پناہ ﷺ کو خواب میں دیکھے۔ حضرت سید باقر بن سید عثمان نے کہا کہ جس نے الله الصمد نمازِ عشاء کے بعد سو بار پڑھا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے جمال کو خواب میں دیکھے گا۔ اور کتاب "جواہر البخاری" میں ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ اس اسمِ اعظم کی نو ہزار خاصیتیں ہیں اور جو شکل الله الصمد اپنے گھر میں رکھے کچھ درد واذیت نہ پہنچے اور الله الصمد کو دوکان میں رکھے اس کو دشمن نقصان نہ پہنچا سکے۔ وہ شکل یہ ہے۔

۳۹	۵۳	۵۶	۴۲
۵۵	۴۳	۳۸	۵۴
۴۴	۵۸	۵۱	۴۷
۵۴	۳۶	۴۵	۵۷

تیسرا باب

کشف قلوب میں : جوشخص چاہے کہ دلی بھید معلوم ہو جائے تو وہ ۱۲ روز تک بارہ ہزار مرتبہ الله الصمد پڑھے تمام بھید آدمیوں کا معلوم ہو جائے گا۔ ماں باپ دادا کے نام معلوم کرنا چاہے تو یہی پڑھے، مگر اس اسمِ اعظم کو بصدقِ دل اور اخلاص پڑھے۔

چوتھا باب

کشف قبور کے بیان میں : کہ قبر مرد کی ہے یا عورت کی، ظالم کی یا فاسق کی، یا صالح کی یا مؤمن کی یا کافر کی، جو کوئی معلوم کرنا چاہے احوال قبر کا بجانب پاؤں قبر کی طرف جا کر الله الصمد پڑھے آواز قبر یا آوازِ مردہ سنے اور وہ حال اپنا سب کہہ دے گا۔

پانچواں باب

سیر کرنے زمین و آسمان میں اور جو کچھ اس سے متعلق ہے جو کچھ چاہے کہ سیر زمین و آسمان کرے۔ سوموار کی رات اور جمعہ کی رات کو چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) مرتبہ الله الصمد پڑھے سیرِ زمین و آسمان حاصل ہو اور ولایت کا مرتبہ پائے اور مجلس حضرت رسالت پناہ ﷺ اور حضرت خضر علیہ السلام سے مشرف ہو۔

(ان شاءاللہ تعالیٰ)

چھٹا باب

غیب سے خزانہ پانے میں : جو کوئی چاہے کہ کوئی خزانہ غیب سے معلوم ہو، چھ رات دن متواتر چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) مرتبہ الله الصمد پڑھے، خزانہ غیب معلوم ہو جائے گا۔ یا کوئی بزرگ خواب میں آ کر اطلاع دے گا کہ فلاں جگہ خزانہ خدا ہے۔ اگر کوئی اس شکل کو لکھ کر سفید مرغ کی گردن میں باندھے اور اس کو چھوڑے جہاں مرغ مذکور آواز دے وہاں خزانہ ہے۔

شکل یہ ہے:

۸۹	۴۹	۷۱
۹۶	۲۷	۹۵
۳۹	۹۹	۲۶
۹۳	۵۴	۴۸

دیگر : فراخیٔ رزق کے لئے نمازِ صبح وعصر کے بعد چھ سو مرتبہ الله الصمد پڑھنا واسطے فراخیٔ رزق و دولت کے مفید ہے۔ اور بعد نمازِ عشاء روز پڑھنا عذاب قبر سے نجات دیتا ہے۔ زکوٰۃ الله الصمد ۱۲ ہزار سو مرتبہ۔ اور قفل تین ہزار تین سو ساٹھ اور دور مدور تین سو ساٹھ مرتبہ ہے۔ فقط والله اعلم بالصواب

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ